"وہ خوشی سے روزی کمانے کیرلا میں آیا تھا"

اپنی آپ کی تلاش میں

"دادی ماں --- دادی ماں ---" منّی چلّا چلّا کر
اپنی دادی ماں کو بلانے لگی۔ "کیا چاہئے اب؟ کیوں
چلّا رہے ہو؟" دادی ماں تھوڑی غصّے میں تھے۔ "ایک
بار کہا تھا نہ کام ہے یہاں؟ آ رہی ہوں میں۔ کچھ کام باقی
ہے"۔

منّی اپنی دادی کی گھر کا ایک کمرا صاف کر رہا تھا۔
وہ پانچ سال کے بعد سمّر ویکیشن میں اپنی دادی
کو دیکھنے کے لیے کیرلا میں آیا تھا۔ وہاں گھومکر وہ ایک
پرانے کمرے کو دیکھا۔ پرانے ہوکر بھی وہ بہت خوبصورت
تھی۔ ان کے دیواروں میں کئی طرح کے تصویریں چھپا
کر رکھی تھی۔

"اتنا بڑا کمرا!" اس کمرے کو دیکھ کر منّی اپنی
من میں کہنے لگی۔ "آج سے یہ کمرا میرا ہے۔ آج
ہی ان کو صاف کرکے اپنی بناکر رکھونگی میں"۔
منّی اپنی دادی کے پاس جاکر اس کمرے
کے بارے میں پوچھا۔ وہ دادی کے پیچھے جاکر رونے لگی۔
"کچھ بھی کرو۔ پر ایک بات اپنی من میں

رکھنا -- بیمار مت ہونا ، بہت پرانا کمرا ہے -- اتنے
کہہ کر دادی اپنے کام کرنے لگی -- "ایک اور بات ، مجھے
یہاں بہت کام ہے ، بیچ میں مت بلانا ، ٹھیک ہے؟"
"جی دادی" -- بس اتنے کہہ کر وہ کمرے
کی طرف دھوڑنے لگی -

اس کمرے کے ایک کونے میں ایک الماری تھی -
"پہلے اس الماری سے شروع کرینگے" - منّی نے سوچا -
الماری کے دروازے کھولتے وقت منّی نے اس
کے اندر کچھ دیکھا - وہ زور سے دادی ماں کو بلانے
لگی -

"دادی ماں --- دادی ماں ---"

"کیا چاہئے اب ؟ کیوں چلاّ رہی ہو؟" وہ غصّے سے
پوچھا - ایک بار کہا تھا نہ کام ہے یہاں ؟ آرہی ہوں
میں کچھ کام باقی ہے -"

دادی ماں اپنی کام جلدی سے پورا کرکے منّی
کے پاس گیا - "کیا ہو بیٹا ، کیوں چلاّ رہے تھے آپ؟"
اس نے پوچھا - منّی اپنی کمرے میں جاکر ایک
کھڑایا لیکر واپس آیا -

"یہ دیکھو دادی ، کتنی خوبصورت ہے یہ ! - یہ کسی
کا ہے دادی ماں؟"

"وہ ایک بڑی کہانی ہے منّی، میں بعد میں بتاؤں گی۔"
دادی نے کہا۔

"نہیں دادی، مجھے ابھی سننی ہے۔ بتاؤ نا"

"جی بتاتی ہوں، غور سے سننا" دادی ماں کہانی
بتانا شروع کیا۔

"اتر پردیش کی کھورکپور گاؤں۔ اس گاؤں ایک
گلی کے کونے میں ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ چھوٹا تھا،
مگر خالی نہیں لگتا تھا۔

اس گھر سے صبح سے چائے بنانے کی آواز آتے تھے،
برتنوں کی ہلکی کھنک اور ایک چھوٹی بچّی کی
ہنسی جو ہر دن کو خوبصورت بناتی تھی۔ اس بچّی
کا نام تھی زینب۔

زینب اپنی ماں باپ کی ساتھ وہ چھوٹا سا
گھر میں بہت خوشی سے جی رہی تھی۔ زینب کی
ابّو کوئی کی کام کرکے اپنی پروار کو بہت اچھی
طرح سے دیکھ بال کرتے تھے۔ زینب کی ماں، فاطمہ
اسی وقت اپنے گھر میں رہ کر زینب کو پڑھاتے
تھے۔

راتیں گزرنے لگیں۔ ایک دن فاطمہ اپنی شوہر
کے پاس جاکر کہنے لگی۔ "مجھے ایک بات آپ سے کہنا ہے،
عزیز"

"جی، آپ کہیے"

"آپ جانتے ہے نہ ہم کتنے مصیبت میں ہے؟ ہم ایسے جینا ہے تو ضرور غریب بن جاؤگے۔ مجھے ایک پڑوسی سے پتا چلا کی کیرلا میں اچھا کام ملتا ہے۔ آپ وہاں جاکر کام کیا تو کاش ہم خوشی سے آگے جئینگے" فاطمہ نے آہستہ کہا۔

"وہ ایک اچھا بات ہے، فاطمہ۔ پر میں آپ دونوں کو یہاں اکیلے چھوڑکر کیسے کیرلا میں جاؤگی؟"

"آپ فکر مت کیجیے۔ زینب کو میں دیکھ بال کروںگی" فاطمہ نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے، میں اگلی مہینہ کیرلا جاؤںگا۔" نیچے دیکھ کر عزیز نے کہا۔ پھر بھی ان کی آنکھوں کی نمی فاطمہ دیکھی تھی۔

ایک مہینہ بہت تیز سے گزرا۔ عزیز کیرلا جانے کی تیاری کر ~~رہی~~ رہا ہے۔ زینب کو سب پتہ چلا۔ اس نے عزیز سے پوچھا:

"ابّو کیا آپ اگلے مہینے واپس گھر میں آؤگے؟"

"ضرور بیٹا۔ میں بہت سارے پیسے کماکر اگلے مہینے ہی گھر واپس آؤنگی" عزیز نے کہا۔

64-ാമത് കേരള സ്കൂൾ കലോത്സവം
2026 ജനുവരി 14 - 18 · തൃശ്ശൂർ
64-ാമത് കേരള സ്കൂൾ കലോത്സവം തൃശ്ശൂർ
തീയതി
പ്രോഗ്രാം കമ്മിറ്റി

Item Code: 955 Participant Code: 007

"تو مجھے ایک گڑیا خرید کر لانا، ٹھیک ہے ابو؟"
زینب نے مسکرا کر پوچھا۔
"ضرور خرید دونگی" اتنے کہہ کر عزیز اپنے گھر
سے نکلا۔ تینوں گلے لگاکر مسکرایا۔
دو دن کے بعد عزیز کیرلا پہونچی۔ وہ میری
گھر کی آس پاس بھی کام کرتا تھا۔ ایک دن وہ
مجھ سے اپنی پریوار کے بارے میں سب کچھ بتایا۔
"میری بیٹی نے ایک گڑیا لانے کو کہا تھا۔
میں وہ خرید لیا، مگر خوف ہے کہ میں اپنی گھر واپس
چل کے اپنی زینب سے ملونگی یہ نہیں ۔۔۔
آپ ایک مدد کروگے کیا، یہ گڑیا اپنی الماری میں
رکھ لیجیے۔ کبھی زینب سے ملوگی تو ۔۔۔
میں اس کے بات سن کر چونک گیا۔
"آپ کیا کہہ رہے ہو عزیز، کیوں ڈھرتے ہو آپ؟
کس سے ڈھرتے ہو؟" میں نے پوچھا۔
"انسانوں سے ڈھرتی ہوں میں، کچھ لوگ ہے
جو مجھے مار دونگی۔ آپ میری یہ خواہش پورا کرنا"
وہ رونے لگا۔
"میں یہ گڑیا سمبھال کر رکھونگی۔ فکر مت
کیجیے۔" میں نے کہا۔

(Note: This page will be scanned to publish the article in schoolwiki. So, Write neatly. Don't fold paper. Don't write overleaf).

منّی کی آنکھیں دادی ماں کے منہ پھر ٹکنی گئی
تھی۔ وہ غور سے باقی سننے لگی۔
"پھر کیا ہوا؟ دادی ماں" منّی نے پوچھا۔
"اس کے بعد میں کبھی عزیز کو نہیں دیکھا تھا۔
دو دن کے بعد اخبار میں ایک فوٹو آیا تھا۔
اس میں یہ لکھا تھا کہ کچھ مرد نے اس کو مارا۔
بیچارا آدمی تھا وہ۔" اتنے کہہ کر دادی ماں کے
آنکھوں سے آنسو آنے لگی۔
منّی اپنی ہاتھ میں وہ اس گھڑیا کو رکھا۔
اسے مضبوطی سے پکڑ کر رونے لگی۔
"دادی ماں، کیا زینب اب بھی ان کے ابّو
کے تلاش میں رہتی ہوگی نہ؟"
دادی ماں نے منّی کو زور سے گلے لگایا۔